فقہ اسلامی کا تدریجی ارتقاء

از
(جناب مولانا محمد تقی صاحب امینی، صدر دار العلوم معینیہ درگاہ شریف اجمیر)

بتدریج ترقی کے لحاظ سے فقہ اسلامی چار دور میں تقسیم ہے۔

(۱) فقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ حیات میں سنہ ۱۱ھ تک۔

(۲) فقہ عہدِ صحابہ میں سنہ ۴۱ھ تک۔

(۳) فقہ صغار صحابہ اور تابعین کے زمانہ میں دوسری صدی ہجری کی ابتداء تک۔

(۴) فقہ دوسری صدی ہجری کی ابتداء سے چوتھی صدی ہجری کے تقریباً نصف تک۔

ہر دور کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

پہلا دور

پہلا دور زندگی کے جواہر نشو ونما دینے کا تھا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں فقہ سے متعلق جملہ امور آپ کی ذات مبارک سے وابستہ تھے۔ قانون سازی فتاویٰ فیصلے وغیرہ کے فرائض خود بنفس نفیس انجام دیا کرتے تھے۔ فقہ کی نہ باقاعدہ ترتیب و تدوین ہوئی تھی اور ضروریاتِ زندگی محدود ہونے کی بناء پر نہ ہی اس کی ضرورت واقع ہوئی تھی۔

یہ دور زندگی کے "جواہر" کو نشو ونما دینے اور اسلامی کاز کو آگے بڑھانے کا تھا اس بناء پر لوگوں کی ساری توجہ جہاد اور عمل پر مرکوز تھی نظری مسائل کی طرف انھیں سوچنے کی فرصت ہی نہ ملتی تھی اور نہ ہی ضروریاتِ زندگی میں اضافہ کے مواقع وہ فراہم کر سکتے تھے۔ ایک صالح اور سادہ اجتماعی زندگی کے جو مسائل و مصالح ہو سکتے ہیں

بس وہ تھے اور انھیں کے مثبت و منفی دونوں پہلوؤں کی وضاحت پر رسول اللہؐ کی تعلیمات محدود تھیں۔

لیکن یہ تعلیمات عموماً اصولی اور دستوری رنگ میں تھیں جنہیں بنیاد بنا کر قانون کی عمارت تیار کی جاتی ہے۔ بہت سی جزئیات کی تشریحات ہی تھیں جو بڑی حد تک عموماً حالات و زمانہ کے تقاضا پر مبنی تھیں کبھی تو رسول اللہؐ نے نیا قانون مقرر کر کے نافذ فرمایا تھا اور اکثر جو قوانین موجود اور مروج تھے انھیں میں معمولی ترمیم و اصلاح کے بعد قبول فرما لیا تھا۔

اس دور میں فقہ کے صرف دو ماخذ تھے

اس دور میں فقہ کے صرف دو ماخذ تھے (۱) قرآن حکیم اور (۲) تشریحاتِ نبوی، قرآن حکیم میں اصول و دستور کے علاوہ وہ مصالح اور مسائل بھی بیان کئے گئے ہیں جو سوسائٹی نے پیدا کر دئے تھے یا ایک صالح سوسائٹی کے لئے درکار ہیں۔ صورت یہ تھی کہ جیسی جیسی ضرورت پیش آتی رہتی ویسے ویسے ہی احکام آتے رہتے اور خطرات کے انسداد کے لئے بھی احکام دئے جاتے رہے تاکہ خطرہ آنے سے پہلے ہی اس کے انسداد کی تدبیر نکالی جا سکے۔ سوالات کا سلسلہ بہت کم تھا اور نہ عموماً اس کی ضرورت پڑتی تھی۔

تشریحاتِ نبوی میں بھی یہی رنگ غالب تھا ضرورت کے موقع پر یا غلط فہمی میں مبتلا ہونے کے اندیشہ سے رسول اللہؐ قرآن حکیم میں بیان کئے حکم کی تشریح فرما دیتے تھے اور موقع و محل کی تعیین کر دیتے تھے البتہ رسول اللہؐ کا فعل اتنا جامع اور الٰہی پالیسی کے ہم آہنگ تھا کہ وہ تمام ضرورتوں کو پورا کرتا رہتا تھا۔ اس بنا پر بھی قولی تشریح کی زیادہ ضرورت نہیں آتی تھی۔

رسول اللہؐ اور صحابہ کے کام کی تفصیل

اس لحاظ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درج ذیل کام تھے (۱) تعلیم کتاب (۲) تشریحِ کتاب جس میں مختلف انداز سے

حکمت کی تعلیم شامل تھی اور (۳) تزکیۂ نفس، اس کا کوئی نیا تلا طریقہ مقرر نہ تھا بلکہ نفسیات اور مزاج کی مناسبت سے احکام اور ہدایات پر عملدرآمد کرانے ہی سے کامیابی حاصل ہو جاتی تھی رسول اللہ صلعم کی صحبت اور اسلامی معاشرتی زندگی کے تقاضے و مطالبے ہی اس قدر موثر تھے کہ ان پر ٹھیک ٹھیک عمل پیرا ہونے سے زندگی کا سانچہ یکسر بدل جاتا تھا۔ (۴) مجموعی حیثیت سے ایک ایسی جماعت کی تیاری جو نبوت کے بعد نبوت کے فرائض نبوت ہی کے نقشہ کے مطابق انجام دے۔ (۵) جماعت کی عملی زندگی کی ایسی تربیت جو ہر موڑ اور ہر موقف سے گذر کر اسلامی کاز کو برابر آگے بڑھاتی رہے۔

صحابۂ کرام رسول اللہ سے قرآن حکیم (کتاب) کی تعلیم حاصل کرتے تھے جس میں یاد کرنا، سمجھنا اور عمل کرنا سب شامل ہے۔ رسول اللہ کی قولی و فعلی تشریحات سے استفادہ کر کے اپنی زندگی میں ان کو جذب کرتے تھے، اس کے علاوہ جو خصوصی ہدایتیں تزکیہ و اصلاح وغیرہ سے متعلق ہوتی تھیں ان سب کو وہ حرز جان بناتے تھے اور جانی و مالی ہر بڑی سے بڑی قربانی کے ذریعہ نبوی مشن اور اسلامی کاز کو آگے بڑھاتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے اسی وقت تشریف لے گئے جب کہ آپ نے ہر طرح سے اطمینان حاصل کر لیا کہ اسلام کی بنیادیں ہر حیثیت سے مکمل ہو گئی ہیں، ایک طرف قانون کو منضبط و مدون کرنے کا پورا خاکہ آپ نے تیار فرما دیا اور دوسری طرف اس کو نافذ کرنے کے بعد کے لئے عملی راہیں پیدا فرما دیں نیز نمونہ کے طور پر ایک ایسے معاشرہ کی تشکیل فرمائی جو قانون کے اتار چڑھاؤ اور نوک پلک سے بخوبی واقف تھا۔

دوسرا دور

دوسرے دور میں سیاسی اجتماعی بہت سے مسائل ابھر آئے تھے

فتوحات کی کثرت اور مختلف تمدنی زندگی سے سابقہ کی وجہ سے اس دور میں نئے نئے سیاسی و اجتماعی مسائل ابھر آئے، حالات و زمانہ کے تقاضا کی نئی نئی کروٹوں نے اجتماعی مسائل حل کرنے کے لئے نئے نئے زاویہ نگاہ پیدا کر دیے۔ لازمی طور سے پہلے دور کا جو مجموعہ موجود اور سینوں میں محفوظ تھا اس کو اس حد تک وسیع کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی کہ موجودہ ضرورتوں کے پورا کرنے کے لئے کسی اور روشنی سے استفادہ کی ضرورت نہ باقی رہے۔

اجماع اور رائے کا اضافہ

چنانچہ اس دور میں مذکورہ ضرورت کے پیش نظر مسائل حل کرنے کے لئے دو چیزوں کا اضافہ ہوا (۱) اجماع اور (۲) رائے کا استعمال۔ ان دونوں سے کام لینے کی ترغیب قرآن و سنت میں موجود تھی۔ چونکہ رسول اللہؐ کے بعد موجودہ دور کے حضرات ہی دین الٰہی کے اصل محافظ اور امین تھے اور رہتی دنیا تک ان کے عمل سے استفادہ نبوت کی پالیسی میں داخل تھا اس بناء پر ان حضرات نے اپنی ذمہ داری محسوس کرتے ہوئے فقہ کو وسیع کرنے کی راہیں کھولیں اور بعد والوں کے لئے بہت کچھ سرمایہ جمع کر دیا۔

اس دور میں اجماع کو منظم تشکل دی گئی اور صاحبِ صلاحیت لوگوں پر مشتمل ایک کمیٹی کی تشکیل عمل میں آئی اور حتی الامکان ایسے لوگوں کو باہر جانے سے روک دیا گیا۔ قرآن و سنت میں نہ موجود ہونے کی صورت میں جو بات باہمی رائے اور مشورہ سے طے پاتی وہ قانون کا درجہ حاصل کرتی تھی۔

رائے کے استعمال کے لئے فقہی قواعد و اصول بعد میں منضبط ہوئے ہیں اس دور میں رائے کا استعمال مقاصدِ شریعت اور اصولِ دین کے ماتحت ہوتا تھا اور جو رائے آزادانہ استعمال کی جاتی یا اس

کی وجہ سے کسی اصول کلیہ پر زد پڑتی تو اس پر سخت نکیر کی جاتی تھی۔

اس دور میں بھی فقہ واقعی اور عملی رہا نظری نہ بن سکا

مذکورہ دونوں ماخذ کے باوجود اس دور میں بھی فقہ عملی اور واقعی رہا جو ضرورت پیش آتی یا جو مسئلہ حل طلب ہوتا بس اسی کو طے فرما لیتے نظری مسائل اور بعد میں پیش آنے والے واقعات و مسائل کی طرف توجہ کرنے کی انھیں فرصت ہی نہ تھی گونا گوں مصلحتوں کے لحاظ سے اسلامی ضرورتیں اس قدر وسیع ہو گئی تھیں کہ ان پر قابو پالینا ہی اہم کارنامہ تھا۔

اس دور کے بعض مسائل میں صحابہ کے درمیان اختلاف ہوا جس کے اسباب درج ذیل تھے

صحابہ کے درمیان اختلاف کے اسباب

(۱) قرآن حکیم کے سمجھنے میں اختلاف جس کی بنا پر فتوی میں اختلاف ناگزیر تھا یہ چند صورتوں پر مبنی تھا۔

(ا) قرآن حکیم میں ایسے لفظ کا آنا جو کلام عرب میں دو معنوں میں استعمال تھا جیسے لفظ "قرء" ہے بعض صحابہ نے ایک معنی میں لیا اور بعض نے دوسرے معنی میں استعمال کیا

(ب) دو مختلف حکم اس قسم کے ہونا کہ ایک حکم کے بعض اجزاء کو بھی دوسرے حکم میں شامل کرنے کی گنجائش ہو اس طرح بھی دونوں حکموں کا بعض اجزاء میں تعارض ہوا ایک سے کوئی بات ثابت ہوئی اور دوسرے سے اس کے خلاف کا ثبوت ہوا۔ مثلاً جس عورت کا شوہر مر گیا ہو اس کی عدت کے متعلق جو آیت ہے اس کی رو سے چار ماہ دس دن عدت ہے آیت مطلق ہے جس کی بنا پر یہ گمان ہوتا ہے کہ حاملہ عورت کا بھی یہی حکم ہے لیکن طلاق والی حاملہ عورت کے بارے میں جو آیت ہے اس میں اس کی عدت وضع حمل بیان ہوئی ہے۔ اس

بناء پر جس حاملہ عورت کے شوہر کا انتقال ہو جائے وہ دونوں آیت کے تحت آسکتی ہے ایک کے اعتبار سے اس کی عدت چار ماہ دس دن ہونی چاہیئے اور دوسری کے اعتبار سے وضع حمل ہونی چاہیئے بعض صحابہ کا فتویٰ پہلی آیت کے مطابق ہے اور بعض کا دوسری کے مطابق ہے۔

(ج) موقع و محل کی تعیین کے بارے میں اختلاف حضرت عمرؓ کے دیگر صحابہ سے بیشتر اختلاف اسی پر مبنی ہیں۔

(۲) حدیث کی لاعلمی کی وجہ سے فتووں میں اختلاف بعض حدیثیں ایسی تھیں جو عام طور پر لوگوں کو یاد تھیں یا رسول اللہ صلعم کا عمل لوگوں کے سامنے تھا اور بعض ایسی تھیں جو کم لوگوں کو یاد تھیں یا دو چار صحابیوں کے سامنے رسول اللہ کا عمل تھا اور بقیہ لوگ ان سے ناواقف تھے۔ عمومی حیثیت سے حدیثوں کے روایت کرنے کا رواج نہ تھا نیز کسی کتاب میں حدیث مدون بھی نہ تھیں کہ جن کی طرف رجوع کرنا آسان ہوتا۔

(۳) حدیث کے قبول کرنے میں اختلاف، کسی کو پہنچے ہوئے ذریعہ پر اعتماد حاصل ہو جاتا اور کسی کو اعتماد نہ ہوتا تھا جس کی بناء پر فتووں میں اختلاف ہوتا تھا۔

(۴) رائے کی وجہ سے اختلاف۔ صحابہ نے رائے کے استعمال میں مصالح اصولِ دین اور فقہ کی روح کو سامنے رکھا تھا قاعدہ قانون ان کے زمانہ میں زیادہ نہ مقرر ہوتے تھے، استحسان اور استصلاح کی صورتوں کا ثبوت بھی ان کے یہاں ملتا ہے لیکن چوں کہ احکام کے موقع و محل کو انھوں نے اپنی نظروں سے دیکھا تھا، مزاج شناسِ نبوت بن کر نظامِ تشریعی کو سمجھا تھا اس بناء پر ان کی رائے اور بعد والوں کی رائے میں فرق کرنا لازمی ہے پھر تمام صحابہ ایک ہی حیثیت سے مصلحت پر نظر ڈالنے کے پابند نہ تھے بلکہ مصالح پر مختلف لوگ مختلف حیثیات سے نظر

ڈالتے تھے جس کی بناء پر فتووں میں اختلاف ناگزیر بن جاتا تھا۔

چوں کہ اس دور میں فقہ واقعاتی اور عملی تھا اس بناء پر اختلاف بھی محدود تھا باہمی مشورہ اور اطمینان حاصل ہونے کے بعد جو مسئلہ حل کیا جاتا اس میں اختلاف کا سوال ہی نہ تھا۔

اس دور کے مشہور ترین حضرات جو فقہ میں زیادہ ماہر اور رمزشناس تھے درجِ ذیل ہیں، حضرت ابوبکرؓ۔ حضرت عمرؓ۔ حضرت عثمانؓ۔ حضرت علیؓ۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ۔ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ حضرت معاذ بن جبلؓ۔ حضرت ابی بن کعبؓ۔ حضرت زید بن ثابتؓ۔

مسلم جماعت تین فرقوں میں تقسیم ہو گئی

(۲) سیاسی حیثیت سے مسلم جماعت کا درج ذیل کے تین فرقوں میں منقسم ہونا بھی فقہ پر کافی اثر انداز ہوا ہے۔

(۱) جمہور مسلمان جنہوں نے حضرت امیر معاویہؓ اور اُن کی خلافت پر اتفاق کر لیا تھا۔

(۲) شیعہ۔ جو حضرت علیؓ اور اہل بیت کی محبت پر قائم تھے۔

(۳) خوارج۔ جو حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ تینوں کو ناپسند کرتے تھے۔

اختلاف جس حیثیت سے بھی ہو اس کا اثر ظاہر ہونا فطری ہے، مذکورہ اختلاف اگرچہ سیاسی تھا لیکن روایت اور رائے کی وقعت جتنی موافقین کی ہوتی تھی مخالفین کی اتنی نہ تھی جس کی بناء پر فتاویٰ میں اختلاف ہوتا تھا، جو لوگ پارٹی بندی کے افسانہ سے واقف ہیں وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ تقریباً سبھی پارٹیاں سیاسی ہوتی ہیں مذہبی رنگ محض مقصد کے حصول کے لئے اختیار کرتی ہیں اور مذہب کو آلۂ کار بناتی ہیں۔ فرقہ بندی و پارٹی بازی کی یہ تاریخ نہایت دردانگیز ہے کہ ہر ایک کا پس منظر سیاسی ہے اور ہر دور میں سیاست کی قربان گاہ پر مذہب کی

نذر پیش کی گئی ہے۔

تیسرا دور

تیسرا دور فقہ کا تاسیسی دور تھا | یہ دور حضرت معاویہؓ کی حکومت ۴۱ھ سے شروع ہو کر دوسری صدی ہجری کی ابتدا تک رہتا ہے۔ فقہ کی ترتیب و تدوین کا پورا مسالہ اسی دور میں تیار ہوا تھا اس بنا پر اس کو ترتیب و تدوین کا تاسیسی دور کہنا زیادہ مناسب ہے

اس دور کی امتیازی چیزیں | اس دور کی درج ذیل خصوصیات ہیں جو فقہ پر بھی اثر انداز ہوتی ہیں

(۱) مسلمانوں کی باہمی فرقہ بندیاں، فرقوں کے رجحانات و میلانات ایک حد تک باہمی مختلف ہونے کی وجہ سے اپنے اپنے فرقہ کے آدمیوں کو ترجیح دیتے تھے

(۲) مرکز میں پہلی جیسی جاذبیت نہ باقی رہتے نیز "اسلامی کاز" کو آگے بڑھانے کی غرض سے علماء و فقہاء مختلف ملکوں اور شہروں میں پھیل گئے تھے اور وہیں سکونت اختیار کر لی تھی، ان حضرات کی تعلیم و تربیت سے تابعین کی ایک جماعت تیار ہوئی تھی جو صحابہ کے بعد صحیح معنوں میں ان کی جانشین ثابت ہوئی، ان میں بعض تابعی ایسے بھی تھے جو بجا طور پر فتوی وغیرہ میں صحابہ کے ہم پلہ تھے۔

(۳) احادیث کی روایت کا سلسلہ قایم ہوا اور حدیث کا عام رواج ہوا، صحابہ کے زمانہ میں ایک حد تک اس پر پابندی تھی، لوگوں کے سامنے رسول اللہؐ کا عمل موجود تھا اس بناء پر زیادہ ضرورت بھی نہ تھی، اب نظام تشریعی کے نوک پلک درست رکھنے کے لئے اس کے علاوہ اور کوئی صورت نہ تھی کہ رسول اللہؐ کے قول و فعل اور رسول اللہؐ کی وہ زندگی جو صحابہ نے اپنے اندر سرایت کی تھی تعلیم و تربیت کے ذریعہ زیادہ سے زیادہ عام کی جائے چنانچہ صحابہ نے حاصل کردہ تمام خبروں کو تابعین کی طرف منتقل کیا اور وہ امور و مسائل بھی ان کے گوش گزار

کئے جن سے رسول اللہؐ کے بعد صحابہ کو سابقہ پڑا تھا اور خلفاء راشدین کے زمانہ میں لوگ اس پر کاربند تھے۔

(۴) غیر عرب لوگوں کی تعلیم و تربیت سے آراستہ ایک بڑی جماعت تیار ہوئی اور اس نے تمام اسلامی شہروں میں تعلیم و تربیت کے مرکز قایم کئے یہ حضرات اپنی صلاحیت کے لحاظ سے عرب کے مقابلہ میں کم نہ تھے بلکہ بعض مورخین کا خیال ہے کہ فقہ اور روایت میں عجم کا حصہ عرب سے زیادہ ہے اگر زیادہ نہ بھی ہو تو برابر کی شرکت میں کوئی کلام نہیں ہے۔ اس طرح غیر عربی ممالک کے لوگوں کو نظام تشریعی سمجھنے اس کا تجزیہ کرنے اور نئے انداز سے سوچنے کے کافی مواقع فراہم ہوئے۔

(۵) رائے اور حدیث کو استعمال کرنے کی حد میں اختلاف رونما ہوا جس کی بناء پر دو مختلف گروہ بن گئے ایک گروہ انھیں احادیث کو سامنے رکھ کر فتوی دیتا تھا جو موجود تھیں اور اس کو مل سکتی تھیں اس بناء پر اس کا دائرہ نسبتہً تنگ اور محدود تھا دوسرا گروہ شریعت کو عقلی اور اصولی معیار سے دیکھتا تھا اور حدیث نہ ملنے کی صورت میں رائے استعمال کرتا تھا۔ اس بناء پر اس کا دائرہ نسبتہً وسیع تھا اہلِ حجاز کا رجحان اول کی طرف تھا اور مرکز مدینہ تھا اور اہلِ عراق کا دوسرے کی طرف تھا۔ اور مرکز کوفہ تھا ظاہر ہے کہ حجازیوں کو حدیث حاصل کرنے میں جتنی سہولتیں تھیں عراقیوں کو اتنی میسر نہ تھیں۔ البتہ صحابہ کے مختلف ممالک میں منتشر ہونے کے بعد حجازیوں کیلئے بھی پہلی جیسی سہولتیں نہ رہ گئی تھیں۔ اس وقت ملکوں اور شہروں میں ایسے روابط نہ تھے کہ جن کی بناء پر حدیثی مسائل کی باہمی شیرازہ بندی کی جاسکتی۔ بخلاف رائے سے کام لینے والے گروہ کے کہ وہ علل و اسباب کا سراغ لگاکر اصول کے تحت بڑی حد تک احکام و مسائل کی شیرازہ بندی کرسکتا تھا اس کے علاوہ پہلے کے مقابلہ میں اس گروہ کو تمدنی زندگی اور گوناگوں احوال و

ومسائل سے زیادہ سابقہ تھا بیرونی اثرات یہاں کافی تھے مختلف تمدن اور مختلف مکتب فکر کے لوگ موجود تھے اس بنا پر لازمی طور سے دونوں کی نگاہوں میں بڑا فرق ہوگا اور فتاویٰ و فیصلہ میں اختلاف ہوگا۔

قیاس استحسان استصلاح وغیرہ کا استعمال کثرت سے ہونے لگا

اس دور میں قیاس ۔ استحسان ۔ استصلاح وغیرہ کا استعمال کثرت سے ہونے لگا فقہاء پر نئے نئے مسائل کا دباؤ ایسا پڑا کہ انھیں مذکورہ اصولوں کے بغیر چارہ ہی نہ تھا۔ اہلِ حدیث کے بعض حضرات نے اس کے خلاف سخت آواز اٹھائی حتیٰ کہ قیاس کے استعمال تک کو ناجائز بتایا لیکن عملی زندگی سے انھیں اگر ایسا ہی سابقہ پڑتا جیسا کہ ان حضرات کو پڑا تھا تو بڑی حد تک اختلاف کی نوعیت میں فرق ہو جاتا یہی وجہ تھی کہ اختلاف میں شدت زیادہ دنوں نہ باقی رہ سکی کچھ دنوں کے بعد ان کے شاگردوں کے درمیان باہمی استفادہ کا سلسلہ قائم ہو گیا تھا۔

اس دور کے مشہور ترین فقیہ و مفتی درجِ ذیل ہیں۔

مدینہ کے مشہور فقیہ و مفتی

مدینہ کے فقیہ و مفتی۔

(۱) ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ (۲) حضرت عبداللہ بن عمرؓ (۳) حضرت ابوہریرہؓ (۴) حضرت سعید بن مسیب مخزومی (۵) حضرت عروہ بن زبیر بن عوام (۶) حضرت ابوبکر بن عبدالرحمان (۷) حضرت علی بن حسین (۸) حضرت عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود (۹) حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر (۱۰) حضرت سلیمان بن یسار (۱۱) حضرت قاسم بن محمد بن ابوبکر (۱۲) حضرت نافع (۱۳) حضرت ابن شہاب زہری (۱۴) حضرت ابوجعفر محمد بن علی بن حسین (۱۵) حضرت ابوالزناد عبداللہ بن ذکوان (۱۶) حضرت یحییٰ بن سعید انصاری (۱۷) حضرت ربیعہ بن ابی عبدالرحمان۔

مکہ اور کوفہ کے مشہور فقیہ ومفتی | مکہ کے فقیہ ومفتی

(۱) حضرت عبداللہ بن عباسؓ (۲) حضرت مجاہد بن جبیر (۳) حضرت عکرمہ (۴) حضرت عطاء بن ابی رباح (۵) حضرت ابوالزبیر محمد بن مسلم۔

کوفہ کے فقیہ ومفتی

(۱) حضرت علقمہ بن قیس النخعی (۲) حضرت مسروق بن اجدع (۳) حضرت عبیدہ بن عمر سلمانی (۴) حضرت اسود بن یزید نخعی (۵) حضرت شریح بن حارث کندی (۶) حضرت ابراہیم بن یزید نخعی (۷) حضرت سعید بن جبیر مولیٰ والبہ (۸) حضرت عامر بن شراحیل۔

بصرہ وشام کے مشہور فقیہ ومفتی | بصرہ کے فقیہ ومفتی

(۱) حضرت انس بن مالک انصاریؓ خادم رسول اللہ صلعم (۲) حضرت ابوالعالیہ (۳) حضرت ابوالشعثار جابر بن زید (۴) حضرت محمد بن سیرین (۵) حضرت حسن بن ابی الحسن یسار (۶) حضرت قتادہ بن دعامہ۔

شام کے فقیہ ومفتی

(۱) حضرت عبدالرحمان بن غنم اشعریؓ (۲) حضرت ابوادریس خولانی (۳) حضرت قبیصہ بن ذویب (۴) حضرت مکحول بن ابومسلم (۵) حضرت رجاء بن حیوۃ الکندی (۶) حضرت عمر بن عبدالعزیز بن مروان۔

مصر ویمن کے مشہور فقیہ ومفتی | مصر کے فقیہ ومفتی

(۱) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ (۲) حضرت ابوالخیر مرشد بن عبداللہ (۳) حضرت یزید بن ابی حبیب۔

یمن کے فقیہ ومفتی

(۱) حضرت طاؤس بن کیسان جندی (۲) حضرت وہب بن منبہ (۳)

حضرت یحییٰ بن ابی کثیر۔

اس دور میں فقہ کے مختلف اسکول نہ قائم تھے

مذکورہ تمام حضرات فقہ اور روایت میں مشہور تھے اور مختلف شہر کے لوگوں کے مرکزِ توجہ تھے۔ فقہ کے مختلف اسکول اس دور میں نہ قائم ہوئے تھے جو شخص جس سے چاہتا فتویٰ حاصل کرتا تھا اور وہ اپنے صوابدید کے مطابق اس کا جواب دیتا تھا اگر ایک کے پاس تشفی نہ ہوتی یا مزید تحقیق درکار ہوتی تو دوسرے مفتی کے پاس جا کر وہی فتویٰ معلوم کر لیا جاتا تھا یہ کوئی عیب کی بات نہ سمجھی جاتی تھی۔

مفتی و فقیہ حضرات کے علاوہ مختلف شہروں میں سرکاری طور پر قاضی بھی مقرر تھے وہ قرآن و حدیث کے مطابق فیصلہ کرتے تھے اگر ان دونوں میں حکم نہ ملتا یا مزید وضاحت کی ضرورت ہوتی تو مشہور فقہاء سے فتویٰ لے کر یا اپنی رائے سے اجتہاد کر کے فیصلہ کرتے تھے اور کبھی خلافت سے بذریعہ خط و کتابت دریافت کرتے تھے۔

خارجی اور شیعہ فرقہ نے زیادہ ترقی حاصل کی

اس دور میں خارجی اور شیعی فرقہ نے زیادہ ترقی حاصل کی خارجی بہت سے دینی امور میں اپنی رایوں پر سختی کے ساتھ قائم رہے حدیث قبول کرنے میں انھیں لوگوں کو ان کی نظر میں زیادہ مقبولیت حاصل ہوتی تھی جو ان کے دوست اور ہم خیال تھے۔

شیعیوں میں مختلف فرقہ پیدا ہوئے اور ان لوگوں نے غیر شیعی حضرات سے استفادہ کو زیادہ اہمیت نہ دی اسی طرح ہر فرقہ نے اپنے اپنے امام سے روایت و فقہ حاصل کرنے کو ترجیح دی۔

تدوین حدیث اور وضع حدیث کا سلسلہ شروع ہوا

ایک طرف حدیث کی باقاعدہ تدوین کے لئے حضرت عمر بن عبد العزیز نے جد و جہد شروع کی اور تمام ملک کے لوگوں کو لکھا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں تلاش کریں اور انھیں جمع کر کیوں

کہ مجھے علم اور علماء کے فنا ہو جانے کا خوف معلوم ہوتا ہے۔

وضع حدیث کے اسباب | اور دوسری طرف جھوٹی حدیثوں کے روایت کرنے کا رواج ہوا اس کے درج ذیل اسباب تھے

(۱) بد دین قسم کے لوگ دین کی تحقیر کے لئے حدیثیں وضع کرتے تھے۔

(۲) جاہل صوفی اور عبادت گزار نیکی اور دینداری کا کام سمجھ کر مذہبی ترغیبات اور فضائل سے متعلق حدیثیں وضع کرتے تھے۔

(۳) کم ظرف اور بے استعداد محدثین شہرت حاصل کرنے کے لئے حدیثیں وضع کرتے تھے۔

(۴) بدعت کے مبلغین اور مذہب کے متبعین اپنے اپنے مسلک پر دلیل قائم کرنے کے لئے حدیثیں وضع کرتے تھے۔

(۵) بعض لوگ اہلِ دنیا کو خوش کرنے اور ان کے کاموں پر شرعی دلیل قائم کرنے کی غرض سے حدیثیں وضع کرتے تھے۔

(۶) بعض لوگ ضعیف اور کم زور متن کے لئے مشہور اور صحیح سند گڑھتے تھے اور بعض لوگ سند کو الٹ پلٹ کر اس میں کچھ ترمیم کر دیتے تھے جس کا مقصد یہ ہوتا تھا کہ ان کی کہی ہوئی بات پر کسی قسم کا الزام نہ آنے پائے یا لوگ نئی دریافت سے متحیر اور ششدر ہو کر علمی بلندی تسلیم کرلیں۔

(۷) اسی مقصد کی غرض سے بعض لوگوں نے جن حدیثوں کو خود نہیں سنا تھا اور جن راویوں سے خود ملاقات نہ کی تھی ان کے بارے میں جھوٹے دعوے کرتے تھے کہ میں نے اپنے کان سے سنا ہے یا میں نے خود راوی سے ملاقات کی ہے۔

(۸) بعض لوگ صحابہ کے اقوال عرب کے مقولے حکماء کے حکمت آمیز قصوں کو رسول اللہؐ کی طرف منسوب کرتے تھے۔

اچھی خاصی تعداد حق پرست تھی (۹) مختلف فرقہ کے لوگ اپنے اپنے عقاید واعمال کی تائید میں حدیثیں وضع کرنے لگے تھے۔ ظاہر ہے کہ کسی دور میں بھی نہ سب انسان یکساں انسان ہوتے ہیں نہ اس دور میں سب یکساں تھے رسول اللہؐ کے زمانہ سے قُرب کی بناء پر اچھی خاصی تعداد حق پرستوں اور دین وایمان پر قربان ہوجانے والوں کی موجود تھی کچھ ایسے بھی تھے جو مذکورہ قسم کی حرکتیں کر کے اس روشنی کو مدھم کرنا چاہتے تھے۔ **وضع حدیث کا سلسلہ** شروع ہوجانے کی وجہ سے محدثین کے لئے تدوینِ حدیث کا کام نہایت مشکل اور سخت بن گیا تھا اُن حضرات نے تدوینِ حدیث کے مرحلہ میں آمیزشوں سے حدیث کو کس طرح پاک کیا؟ اور کس قدر کامیابی حاصل کی؟ وہ تاریخ کا نہایت اہم باب ہے۔

چوتھا دور

چوتھے دور کی بنیاد تیسرے میں پڑ چکی تھی بنیاد تیسرے دور میں پڑ چکی تھی اور فقہ کی باقاعدہ تدوین اس دور میں ہوئی جلیل القدر امام اور پیشوا جن کے مقلدین اطرافِ عالم میں پھیلے ہوتے ہیں اور اپنے اپنے امام کی طرف منسوب فقہ پر عمل پیرا ہیں اسی دور کے ہیں۔

اس دور کی امتیازی چیزیں اس دور میں درجِ ذیل خصوصیات فقہ پر کافی اثر انداز ہوئیں۔

(۱) تمدن کی وسعت۔ اس کی وجہ سے نئی نئی ضرورتیں پیدا ہوئیں اور غور وفکر کے لئے نئے نئے میدان سامنے آئے۔

(۲) عمومی حیثیت سے علمی حرکت۔ یونانی علوم وفنون کی ترویج ہوئی اور ایک دوسرے سے استفادہ کے مواقع فراہم ہوئے۔

(۳) حفظ قرآن کی طرف توجہ زیادہ ہوئی اور قرارت کے مختلف اسکول قائم ہوتے جن کا تعلق طرزِ ادا سے ہے چند مشہور قراء یہ ہیں۔

(۱) مدینہ میں حضرت نافع مدنی (۲) مکہ میں عبد اللہ بن کثیر (۳) بصرہ میں

ابوعمرو بصری (۴) دمشق میں عبداللہ بن عامر دمشقی (۵) کوفہ میں ابوبکر عاصم بن ابی النجود (۶) حمزہ بن حبیب زیات (کوفہ میں) (۷) ابوالحسن علی بن حمزہ کسائی (کوفہ میں)

یہی حضرات قراء سبعہ کے نام سے مشہور ہیں ان کے علاوہ تین حضرات اور ہیں جو مشہور ہیں (۱) ابوجعفر یزید بن القعقاع (۲) یعقوب بن اسحاق حضرمی (۳) خلف بن ہشام بزار یہ سب مل کر قراء عشرہ کے نام سے مشہور ہیں' ان کے علاوہ چار اور مشہور ہیں (۱) محمد بن عبدالرحمان مکی (۲) یحیٰی بن مبارک تبریدی (۳) حسن بن ابی الحسن بصری (۴) اعمش سلیمان بن مہر۔

تدوین حدیث کا کام اس دور میں انجام پایا

(۵) تدوین حدیث کا کام اس دور میں انجام پایا اور تقریباً تمام اسلامی شہروں میں تدوین کی طرف توجہ دی گئی' اس سلسلہ میں کام کرنے والے خصوصی حیثیت کے حامل درج ذیل اصحاب تھے۔ (۱) مدینہ میں امام مالک بن انس (۲) مکہ میں عبدالملک بن عبدالعزیز (۳) کوفہ میں سفیان ثوری (۴) بصرہ میں حماد بن سلمہ اور سعید بن ابی عروبہ (۵) واسط میں ہشیم بن شبیر (۶) شام میں عبدالرحمٰن اوزاعی (۷) یمن میں لیمر بن ارشد (۸) خراسان میں عبداللہ بن مبارک (۹) رے میں جریر بن عبدالحمید۔

تدوین کے اس ابتدائی دور میں عموماً ایک قسم مثلاً نماز روزہ وغیرہ سے متعلق حدیثوں کو سلسلہ وار جوڑ دیا جاتا تھا نیز حدیث کے ساتھ صحابہ وتابعین کے اقوال مخلوط طریقہ پر جمع کرنے کا رواج تھا حدیث کی نسبت رسول اللہ صلعم کی طرف ہوتی اور صحابہ وتابعین کے اقوال کی نسبت ان کی طرف کی جاتی تھی۔

تدوین کے دوسرے مرحلہ میں لوگوں نے اقوال واحادیث الگ الگ نقل کئے ایسی کتابیں مسانید کے نام سے مشہور ہوئیں' مثلاً مسند عبداللہ بن موسیٰ کوفی' مسند امام احمد بن حنبل' مسند اسحاق بن راہویہ' مسند عثمان ابن ابی شیبہ' مسند مسدد بن مسرہد

بصری، مسند اسد بن موسی المصری، مسند نعیم بن حماد۔

ان تمام حضرات نے اس کا بھی اہتمام کیا تھا کہ ایک راوی کی ساری روایتیں اسی راوی کے تحت بیان کی جاتی تھیں مثلاً مسند ابوبکر صدیق جس میں ابوبکر سے مروی تمام روایتیں بیان کی گئی تھیں۔

تیسرے مرحلہ میں اس عظیم الشان ذخیرہ سے انتخاب میں نہایت چھان بین کی گئی اس طبقہ کے سرخیل محمد بن اسمٰعیل بخاری اور مسلم بن حجاج نیشاپوری ہیں ان دو بزرگوں نے نہایت چھان بین کے بعد اپنی کتاب صحیح بخاری و صحیح مسلم تالیف فرمائی۔ ان کے علاوہ ابوداؤد۔ ترمذی۔ ابن ماجہ اور نسائی نے بھی انھیں دونوں بزرگوں کے نقش قدم پر چل کر اس اہم کام کو انجام دیا صحاح ستہ کے نام سے انھیں کی کتابیں مشہور ہیں ان کے علاوہ اور حضرات بھی ہیں جنھوں نے حدیث کی کتابیں تصنیف کی ہیں لیکن جتنی شہرت ان حضرات کو حاصل ہوئی دوسروں کو نہ ہو سکی اگرچہ بعض حیثیات سے دوسرے بھی زیادہ شہرت کے مستحق تھے۔

جرح و تعدیل کا فن اس دور میں مدون ہوا | ایک اور طبقہ نے حدیث کے راویوں کے حالات کی چھان بین کو اپنا مطمح نظر بنایا۔ اس نے راویوں کے حالات کی پوری تحقیق کی اخلاقی حالت، حافظہ، ضبط کی طاقت وغیرہ پر تفصیلی معلومات فراہم کئے یہ حضرات رجال جرح و تعدیل کے نام سے مشہور ہیں۔

جرح و تعدیل کے اعتبار سے کچھ راوی ایسے ہیں جن کی تعدیل وغیرہ پر سب کا اتفاق ہے ان کی روایت کا اونچا درجہ ہے کچھ ایسے ہیں جنھیں سقم کی وجہ سے ان کے چھوڑ دینے پر سب کا اتفاق ہے اور کچھ ایسے ہیں جن کے بارے میں خود اصحاب جرح و تعدیل کا اختلاف ہے بہر حال اس دور میں علم حدیث ایک مستقل فن بن گیا اور اس کے بارے میں ہر حیثیت سے بحث و مباحثہ اور تحقیق کا سلسلہ قائم ہوا

اور بہت سے لوگ اسی خدمت کے لئے وقف ہو گئے۔

اصولِ فقہ کی تدوین ہوئی اور موادِ فقہ میں اختلاف ہوا

(۶) اصولِ فقہ کی تدوین اسی دور میں ہوئی لیکن فقہار کے مواد کے بارے میں اختلاف ہوا اس کی چند صورتیں تھیں۔

(۱) حدیث کی حجیت اور اس سے فقہ کے استنباط میں کسی فقیہ نے کلام نہیں کیا البتہ اس کے قبول کرنے کے طریقوں میں اختلاف ہوا ہے اور ہر فقیہ نے اپنے اپنے معیار کے مطابق اس کے ضابطے اور طریقے مقرر کئے ہیں۔ چند آدمیوں نے حدیث ہی کے قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا لیکن جمہور فقہار سے ان کا کوئی تعلق نہ تھا بلکہ انھوں نے ان پر سخت نکیر کی تھی حتیٰ کہ امام شافعیؒ وغیرہ نے انکارِ حدیث کے طریقہ کو ضلالت و گمراہی کا طریقہ قرار دیا ہے۔

(۲) قیاس اور استحسان کے ماخذ قرار دینے میں اختلاف ہوا محدثین نے قیاس کے زیادہ استعمال پر پابندی لگانے کی کوشش کی اور امام شافعی نے استحسان کی تردید کی، ظاہریہ (امام داؤد ظاہری کی طرف منسوب) نے قیاس کا نہایت شدت کے ساتھ انکار کیا۔

اس میں شک نہیں کہ قیاس سے اس دور میں بہت زیادہ کام لیا گیا ہے حنفیہ کا حصہ اس میں بہت زیادہ ہے حنابلہ اور مالکیہ کا ان کے مقابلہ میں بہت کم ہے اور شوافع کا ان دونوں کے درمیان ہے۔

(۳) اجماع کی شرطوں میں اختلاف ہوا جس کی بنا پر مسائل ثابت کرنے میں مختلف زاویۂ نگاہ پیدا ہوئے۔

(۴) حکم کے ثبوت کے درجہ اور طریقہ میں اختلاف ہوا کہ مثلاً کس طرح وجوبی حکم ثابت ہوتا ہے اور کس طرح غیر وجوبی حکم کا ثبوت ہوتا ہے فقہار نے اس کے قاعدے و ضابطے مرتب کئے۔

فقہاء نے اصولِ فقہ پر بہت سی کتابیں لکھیں اور نہایت کامیاب طریقہ پر اس فن کو مدون کیا جس سے بعد کے لوگوں کو رہبری حاصل ہوئی اور اسی کو بنیاد بنا کر مسائل کا استنباط و استخراج کرتے رہے۔

(۵) قرآن و سنت کے اسلوبِ بیان اور قوتِ مطالبہ وغیرہ پر نظر کر کے فرض، واجب، سنت، مستحب، مندوب وغیرہ کی اصطلاحیں مقرر کی گئیں غرض ہر حیثیت سے فقہ اور اصولِ فقہ کو اس دور کے لحاظ سے مکمل کیا گیا[1]۔

مشہور فقہاء کی تفصیل | اس دور کے مشہور فقہاء حسبِ ذیل ہیں۔

(۱) امام ابو حنیفہ۔ ان کے زمانہ میں کوفہ میں تین اور بڑے فقیہ تھے (۱) سفیان بن سعید ثوری (۲) شریک بن عبداللہ نخعی (۳) محمد بن عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ۔ امام ابو حنیفہ اور ان میں علمی بحثیں ہوتی رہتی تھیں۔

امام ابو حنیفہ کے شاگردوں میں درج ذیل کو زیادہ شہرت حاصل ہوئی۔

(۱) ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم انصاری (۲) محمد بن حسن بن فرقد شیبانی (۳) زفر بن ہذیل بن قیس کوفی (۴) حسن بن زیاد لولوئی کوفی۔

(۲) امام مالک بن انس بن ابی عامر۔ محدثین اور فقہاء دونوں گروہ میں ان کے شاگرد ہیں کیوں کہ ان میں محدث اور فقیہ دونوں کے وصف موجود تھے اصول مصالح مرسلہ سے امام مالک نے فقہ کو کافی وسیع بنایا ہے۔

(۳) امام محمد بن ادریس شافعی جو امام شافعی کے ساتھ مشہور ہیں ان کے شاگرد عراق اور مصر دونوں جگہ کافی تعداد میں موجود تھے۔

(۴) امام احمد بن حنبل بن ہلال ان کے بھی محدثین اور فقہاء دونوں گروہ میں کافی شاگرد ہیں۔

---

[1] اردو میں اس موضوع پر کافی کتابیں آچکی ہیں تاریخ فقہ اسلامی وغیرہ (مؤلفہ علامہ محمد خضری) کا مطالعہ تفصیلی معلومات کے لئے ضروری ہے۔

شہرت کے عمومی اسباب | یہ چاروں امام وہ ہیں جن کے مسلک نے شہرت حاصل کی ان کی فقہ مدون کی گئی اور باقی رہی۔ شہرت کے عمومی اسباب حسب ذیل تھے۔

(۱) ان حضرات کی تمام رائیں جمع کرلی گئی تھیں پہلے دور کے لوگوں کو یہ بات نہ حاصل تھی اس بنا پر مستقل رائے کی حیثیت سے ان کے مقابلہ میں شہرت حاصل نہ ہوئی۔

(۲) ان کے شاگردوں کو سوسائٹی میں اونچا درجہ حاصل ہوا جب انھوں نے اپنے استادوں کی رائیں نقل کیں تو نہایت وقعت کی نظر سے دیکھی گئیں۔

(۳) شاگردوں نے ان کی رائے کی اشاعت و حمایت میں کافی زور لگایا۔

(۴) بعض مسالک وسعت اور ضرورتوں کے زیادہ پوری ہونے کی وجہ سے حکومت کے قانون بن گئے۔

فرقہ زیدیہ اور امامیہ کی شہرت ہوئی | اس دور میں شیعوں کے دو فرقوں اور ان کے مذہبوں نے شہرت حاصل کی (۱) شیعہ زیدیہ اور (۲) شیعہ امامیہ

(۱) زیدیہ فرقہ زید بن علی بن حسین کی طرف منسوب ہے اس کے اماموں میں اجتہاد کی شرط ضروری ہے یہی وجہ ہے کہ ان میں بکثرت امام اصحاب الرائے پیدا ہوئے۔ ان میں زیادہ مشہور یہ ہیں۔

(۱) الحسن بن علی بن الحسن زید۔

(۲) الحسن بن زید بن محمد۔

(۳) قاسم بن ابراہیم۔

(۴) ہادی یحییٰ بن الحسن بن القاسم۔

(۲) شیعہ امامیہ۔ اثنا عشریہ کے سب سے بڑے امام اس دور میں ابو عبد اللہ جعفر صادق تھے اور ان کے والد ابو جعفر محمد باقر۔ اس فرقہ کی بنیاد اس بات پر ہے

کہ امام معصوم ہوتے ہیں اور حضرت علیؓ رسول اللہؐ کے وصی ہیں۔

فقہ کے بعض مذاہب فنا ہو گئے

فقہ کے بعض مذاہب ایسے بھی ہیں جن کے ماننے والے موجود تھے اور ایک زمانہ تک ان کی پابندی کی جاتی رہی لیکن بعد میں دوسرے مذاہب ان پر غالب آگئے اور یہ فنا ہو گئے ان میں کے چند مشہور فقیہ امام یہ ہیں۔

(۱) ابو عبد الرحمٰن بن محمد اوزاعی۔

(۲) ابو سلیمان داؤد ظاہری۔

(۳) ابو جعفر محمد بن جریر طبری۔

اس دور میں فقہ نظری اور تخئیلی بن گیا

اس دور میں فقہ عملی اور واقعی نہ رہا بلکہ نظری اور تخئیلی بن گیا یعنی واقعات و مسائل کے پیش آنے سے پہلے فرض کر کے ان کے متعلق احکام بیان کئے جاتے لگے اس سلسلہ میں فقہاء عراق سب سے بازی لے گئے ان میں بعض مسائل ایسے بھی ہیں کہ نسلیں گذرنے کے بعد بھی شاید ان کی ضرورت نہ پڑے۔ اس طریق کار سے ایک طرف فقہ نہایت وسیع اور ضخیم بن گیا اور دوسری طرف بعد کے لوگوں میں اعتماد اور سہل پسندی پیدا ہو گئی۔ باقی

جدید بین الاقوامی سیاسی معلومات

تالیف اسرار احمد صاحب آزاد

"بین الاقوامی سیاسی معلومات" میں سیاسیات میں استعمال ہونے والی تمام اصطلاحوں، قوموں کے درمیان سیاسی معاہدوں، بین الاقوامی شخصیتوں اور تمام قوموں اور ملکوں کے سیاسی اور جغرافیائی حالات کو نہایت سہل اور دل چسپ انداز میں ایک جگہ جمع کر دیا گیا ہے۔ یہ کتاب اسکولوں، لائبریریوں اور اخبار کے دفتروں میں رہنے کے لائق ہے، جلد اوّل جدید ایڈیشن جس میں سیکڑوں صفحات کا اضافہ کیا گیا ہے۔ اردو میں اپنے رنگ کی پہلی کتاب جلد اوّل ۷ روپے۔ جلد دوم عہ؍۔ جلد سوم عہ؍